اصولِ فقہ کا آغاز اور مناہج و اسالیب کا تعارف

مولانا عبید اللہ خالد
استاد حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

اصولِ فقہ ان قواعد وضوابط کا نام ہے جن کی روشنی میں ایک فقیہ قرآن وسنت اور شریعت کے دوسرے مآخذ سے فقہی احکام ومسائل معلوم کرتا ہے اور وقت کی رفتار اور تقاضوں کے ساتھ ساتھ رونما ہونے والے جدید حوادث کی وجہ سے انسانی زندگی کو درپیش مختلف قسم کے عملی مسائل کے لیے تفصیلی ہدایات مرتب کرتا ہے۔ حقیقت میں اصولِ فقہ علم فقہ کے ساتھ وابستہ ہے اور جس وقت سے فقہ وجود میں آئی ہے اصولِ فقہ کا فن بھی ساتھ ساتھ وجود پذیر ہوا ہے، البتہ دیگر علوم وفنون کے قواعد وضوابط کی طرح علم فقہ کے قواعد وضوابط بھی اگرچہ پہلے ہی سے تھے اور انہیں اصول وضوابط پر اس علم کی اٹھان ہوئی ہے لیکن ان کی تدوین وترتیب اور ایک فن کی شکل وصورت اختیار کرنا علم فقہ کے وجود اور تعمیر وترقی کے ایک عرصہ بعد ہوا ہے، مشہور اسلامی مؤرخ اور محقق علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصول فقہ'' کے بارے میں لکھا ہے:

"واعلم أن هذا الفن من الفنون المستحدثة في الملة، وكان السلف في غنية عنه، بما أنّ استفادة المعاني من الألفاظ لا يحتاج فيها إلى أزيدَ مما عندهم من الملكة اللسانية. وأمّا القوانين التي يحتاج إليها في استفادة الأحكام خصوصاً، فعنهم أخذ معظمها، وأمّا الأسانيد فلم يكونوا يحتاجون إلى النظر فيها، لقرب العصر وممارسة النَقَلَة وخِبرَتهم بهم، فلمّا انقرض السلف، وذهب الصدر الأول، وانقلبت العلوم كُلّها صناعة، كما قررناه من قبل، احتاج الفقهاء والمجتهدون إلى تحصيل هذه القوانين والقواعد لاستفادة الأحكام من الأدلة؛ فكتبوها فنّاً قائماً برأسه، سمّوه أصول الفقه". (مقدمة ابن خلدون، ص: ٤٨٦)

یعنی ''اصول فقہ کا فن ملت اسلامیہ میں نئے وجود پذیر ہونے والے فنون میں سے ایک ہے، سلف صالحین اس سے بے نیاز و مستغنی تھے، کیونکہ انہیں الفاظ سے معانی ومطالب کے حصول کے لیے لسانی ملکہ سے زیادہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، خاص کر احکام کے استنباط اور حصول کے لیے جن قوانین وقواعد کی ضرورت پڑتی ہے، ان کا ایک بڑا حصہ انہی حضرات کے علوم سے اخذ کیا گیا ہے، اسی طرح زمانۂ نبوی کے قریب ہونے، راویوں کے ساتھ ممارست ومانوسیت اور ان کے حالات سے واقفیت کی وجہ سے احادیث کے

اسناد میں بھی ان کو زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، لیکن جب سلف صالحین کا زمانہ ختم ہوگیا اور صحابہؓ کا دور چلا گیا تو تمام علوم نے ایک فن کی شکل اختیار کرلی، جیسا کہ ہم نے پہلے اس بات کو ثابت کیا ہے، امت کے فقہاء اور مجتہدین کو بھی فقہی احکام ومسائل کے استنباط واستخراج کے لیے قواعد وضوابط کی ضرورت پڑی، چنانچہ انہوں نے ایک مستقل فن تشکیل دیا اور اس کا نام ''اصول فقہ'' رکھا''۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں استنباط کے طریقوں اور اجتہاد کے اصول وضوابط کو وضع کرنے کی ضرورت اس لیے نہیں تھی کہ کسی حکم، اور فتوی سے متعلق وحی الٰہی کی مکمل اور براہ راست راہنمائی میسر تھی اور شرعی احکام معلوم کرنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کی طرف بالمشافہ رجوع کیا جاتا تھا، اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دور آیا اور مسائل میں ان حضرات سے راہنمائی لی جاتی تھی، یہ حضرات عربی دان تھے، زبان کے پیچ وخم اور اسالیب سے خوب واقف تھے، مختلف اسالیب اور الفاظ وعبارات کے اپنے معانی ومطالب پر دلالت کے طریقوں سے آشنا تھے، قرآن وحدیث سے مسئلہ نہ ملنے کی صورت میں مقاصدِ شریعت اور نصوص کے اشارات کی روشنی میں اجتہاد کیا کرتے تھے، شرعی مسائل کو معلوم کرنے میں ان حضرات کو کوئی دقت اور پریشانی نہیں ہوتی تھی، کیونکہ ان کی راہنمائی اس فقہی ذوق سے ہو جاتی تھی جو ان کو حضور اُکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل صحبت اور رفاقت سے نصیب ہوا تھا۔ بعد ازاں جب اسلامی سلطنتوں کا دائرہ کار وسیع ہوگیا اور دنیا کے مختلف خطوں تک اسلام کا ابدی پیغام پہنچ جانے کی وجہ سے اہل اسلام کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا تو عرب اور عجم کے اختلاط سے عربی زبان کا اپنے حقیقی اور اصلی معیار کو برقرار رکھنا مشکل ہوگیا، بحث ومباحثے اور مکالمے کے میدان کے وسیع ہوجانے کی وجہ سے احتمالات وامکانات کی دنیا بھی وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی، ایسی صورت میں فقہی احکام کے استنباط کے لیے اصول وضوابط مدوّن کرنے کی ضرورت پڑی تاکہ امت کے علماء وفقہاء اور مجتہدین ان قواعد وضوابط کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی روشنی میں شرعی احکام کو معلوم کرسکیں۔

اصول فقہ کی تدوین: اصول فقہ کی اولین تدوین کا اعزاز کس کو حاصل ہے اور سب سے پہلے اس موضوع پر کس نے قلم اٹھایا ہے؟ مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے، بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ چونکہ علم فقہ کے مدوّن اول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، لہٰذا اصول فقہ کے بانی اور مدوّن بھی امام ابوحنیفہ ہی ہوں گے، اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ''کتاب الرائے'' کے نام سے ایک تالیف بھی منسوب کی گئی ہے، بعض اہل علم نے اس فن کی تدوین کی نسبت امام ابویوسفؒ یا امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی کی ہے، لیکن امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کی طرف سے اس فن پر کوئی تصنیف بعد کے علمی حلقوں تک نہیں پہنچ سکی، اہل علم کے ہاں مشہور ومعروف اور صحیح بات یہ ہے کہ اس عظیم الشان فن کے بانی اور مدوّن اول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اس کی اولین تدوین کا سہرا انہی کے سر جاتا ہے، سب سے پہلے انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور ''الرسالہ'' کے نام سے تالیف

پیش کی، جس میں قرآن اور اس کے احکام کا بیان، سنت سے قرآن کی تفسیر، ناسخ ومنسوخ، علل احادیث، خبر واحد سے استدلال، اجماع، قیاس، اجتہاد، استحسان اور اختلاف وغیرہ موضوعات پر بحث وگفتگو کی گئی ہے، یہ رسالہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان علمی وفقہی تالیف ''کتاب الأم'' کا مقدمہ ہے اور علم فقہ کا سنگ بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

اس کے بعد اس فن کی تصنیف وتالیف پر باقاعدہ کام شروع کیا گیا اور علمائے اسلام نے بڑی محنت، عرق ریزی، کوشش وسعی اور گہرائی کے ساتھ اس کے موضوعات پر تفصیلی گفتگو کی، عقل ونقل دونوں کے امتزاج سے اس فن کی حیثیت، مقام اور قدر وقیمت میں مزید اضافہ ہوا۔ اصول فقہ کی تصنیف وتدوین کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ علماء کے ہاں استنباطِ اصول کے مختلف اسالیب اور مناہج پیدا ہوئے۔

طریقۂ متکلمین: ایک طرز اور اسلوب یہ اختیار کیا گیا ہے کہ اصول فقہ کے قواعد کو دلائل اور براہین کی روشنی میں وضع کیا جائے اور قرآن وسنت کے نصوص میں غور وفکر کر کے بنیادی اصول تلاش کئے جائیں، اس میں ائمہ مجتہدین کے فروعِ فقہیہ کو پیش نظر نہ رکھا جائے کہ یہ اصول وضوابط ائمہ مجتہدین سے منقول فروعِ فقہیہ کے موافق ہیں یا مخالف۔ بلکہ ان اصول وقواعد کو اس طرح وضع کیا جائے جس طرح ان پر دلیل دلالت کر رہی ہو، پھر انہیں، مجتہدین کے استنباط واستدلال کے لیے میزان اور معیار مقرر کر دیا جائے، مجتہدین کے اجتہاد کے لیے ان کی حیثیت خادم ومعاون کی نہیں بلکہ حاکم وفیصل کی ہونی چاہیے۔ (الوجیز في أصول الفقہ للدکتور عبدالکریم زیدان، ص:۱۷)

اس طریقے کو شوافع، مالکیہ، حنابلہ، اور معتزلہ وغیرہ نے اختیار کیا ہے، اس کے موجد اور امام وراہنما حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے اپنی فقہ کی ترتیب سے پہلے اصول وضوابط مرتب کیے، پھر ان اصولوں کی بنیاد پر اپنی فقہ کی عمارت کھڑی کی۔ اس طرز پر لکھی جانے والی مشہور کتابوں میں امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ الجوینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''البرھان''، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''المستصفی''، ابوالحسین محمد بن علی بصری معتزلی کی تالیف ''المعتمد'' اور قاضی عبدالجبار معتزلی کی کتاب ''العہد'' کے نام شامل ہیں، یہ چار کتابیں فن اصول میں بنیاد اور ستون کی حیثیت رکھتی ہیں، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کہا ہے ''وکانت الأربعۃ قواعد ھذا الفن وأرکانہ'' یعنی ''یہ چار کتابیں اس فن کے قواعد اور بنیادی ستون ہیں۔'' (مقدمۃ ابن خلدون، ص:۴۸۷)

پھر متأخرین شوافع میں سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المحصول'' اور علامہ سیف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الإحکام في أصول الأحکام'' کے نام سے اپنے اپنے انداز واسلوب میں ان چار کتابوں کی تلخیص پیش کی، علامہ آمدی کی ''الإحکام'' کی تلخیص ''منتھی السؤل والأمل'' کے نام سے عمرو بن حاجب مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے جو ''المختصر الکبیر'' کے نام سے معروف ہے، مذکورہ کتابوں پر مزید مختلف انداز میں کام ہوتا رہا اور اصول فقہ کی تالیف کا یہ طریقہ ترقی کرتا چلا گیا، اہل علم کی طرف سے اس پر بیسیوں کتابیں تالیف کی گئیں۔ (دیکھیے حوالہ بالا)

اس طریقے کو طریقہ جمہور، طریقہ متکلمین یا طریقہ شافعیہ کہا جاتا ہے، "طریقہ جمہور" اس لیے کہا جاتا ہے کہ علمائے مالکیہ، حنابلہ اور شوافع تینوں نے اسی اسلوب کو اختیار کیا ہے، "طریقہ متکلمین" اس لیے کہا جاتا ہے کہ جن علماء نے اس طرز واسلوب پر کتابیں لکھی ہیں وہ علمائے اصول ہونے کے ساتھ ساتھ علم کلام کے بھی امام اور ماہرین تھے، اس کو "طریقہ شافعیہ" اس لیے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے شافعی فقہاء نے اس اسلوب سے کام لیا اور اس کو اختیار کر کے کتابیں تالیف کیں۔

طریقہ فقہاء: علماء کی ایک جماعت نے فقہ کے اصول وقواعد وضع کرنے میں ائمہ مجتہدین کی فقہی فروعات کو پیش نظر رکھا اور انہیں کی روشنی میں فقہی اصول وضوابط وضع کیے، اجتہاد اور استنباط میں جن قواعد کا مجتہدین نے لحاظ رکھا تھا اس کو انہوں نے فروعات فقہیہ میں غور وفکر کر کے تلاش کیا اور فقہ کے اصول ترتیب دیے۔ اس طریقے کے امام وپیشوا ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اس کو "طریقہ احناف" یا "طریقہ فقہا" کہا جاتا ہے، "طریقہ احناف" اس لیے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس طریقے کو حنفی فقہاء نے اختیار کیا اور اس پر کتابیں تالیف کیں، طریقہ فقہاء اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اصول وضوابط مرتب کرنے کے لیے پہلے فقہی جزئیات کو مدنظر رکھا جاتا ہے، ان کی روشنی میں اصول وضع کیے جاتے ہیں۔

اس طریقے پر جو اہم کتابیں تالیف کی گئی ہیں ان میں امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی "اصولِ جصاص" امام ابوزید دبوسی رحمۃ اللہ علیہ کی "تقویم الأدلۃ وتأسیس النظر" "اصولِ سرخسی" کے نام سے معروف امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف "تمہید الفصول فی الأصول" اور علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ کی "اصول بزدوی" کے نام لیے جاسکتے ہیں، "کشف الأسرار" کے نام سے "اصول بزدوی" کی شرح بھی اس نہج پر تالیف کی گئی ہے۔ (دیکھیے، الوجیز فی أصول الفقہ للأستاد وھبہ الزحیلی، ص: ۱۸، ۱۹ و الوجیز فی أصول الفقہ للدکتور عبدالکریم زیدان، ص: ۱۷، ۱۸)

طریقہ متاخرین: ابتداء میں علماء کے ہاں مذکورہ بالا دو اسلوب اور طریقے زیادہ معروف اور رائج ہوئے اور ان دو طریقوں پر اصولِ فقہ کی تصنیف وتالیف کا کام جاری رہا، پھر ےھ میں ایک تیسرا اسلوب ایجاد ہوا جو پہلے دونوں طریقوں کا جامع ہے اور اس میں ان دونوں اسلوبوں سے کام لیا گیا ہے، اس طریقے کو "طریقہ متاخرین" کہا جاتا ہے، بعد کے علمی حلقوں میں یہی طریقہ رائج رہا ہے۔ اس میں ائمہ مجتہدین سے منقول فقہی جزئیات کو مدنظر رکھتے ہوئے دلائل کی بنیاد پر اصول وقواعد کو وضع کیا جاتا ہے جو استنباطِ احکام اور اجتہاد کے لیے معیار کی حیثیت رکھتے ہیں، اس میں قواعد کو فقہی فروعات پر منطبق بھی کیا جاتا ہے اور جزئیات کو ان قواعد وضوابط کے تحت ذکر بھی کیا جاتا ہے۔ (دیکھیے، حوالہ بالا)

اس نہج اور اسلوب کے مطابق لکھی گئی کتابوں میں علامہ مظفر الدین احمد بن الساعاتی حنفیؒ کی کتاب "بدیع النظام الجامع بین کتابی البزدوی والإحکام" ہے، جس میں اصول بزدوی" اور علامہ آمدی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الإحکام فی اصول الأحکام" کے مسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون، ص: ۴۸۷)

اس کے علاوہ علامہ تاج الدین سبکی شافعیؒ کی تالیف ''جمع الجوامع''، علامہ ابن الھمام حنفیؒ کی ''التحریر''، ان کے شاگرد محمد بن امیر الحاج حلبیؒ کی طرف سے لکھی جانے والی اس کی شرح ''التقریر والتحبیر'' اور قاضی محب اللہ بن عبدالشکور بہاریؒ کی ''مسلم الثبوت'' وغیرہ بھی اسی نہج پر تالیف کی گئی ہیں۔

''توضیح وتلویح'' کے نام سے معروف درس نظامی کی زیر نظر کتاب بھی اس اسلوب پر مرتب کی گئی ہے، یہ دراصل ایک متن اور دو شروحات کا مجموعہ ہے، علامہ صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود بخاری حنفیؒ کی ''تنقیح الأصول''، خود صدر الشریعہ کی طرف سے لکھی جانے والی اپنے متن کی شرح ''توضیح التنقیح'' اور پھر ''التلویح'' کے نام سے علامہ سعد الدین تفتازانیؒ کی شرح اس کا حصہ ہیں۔ (الوجیز فی اصول الفقہ للاستاذ وھبہ الزحیلی:۱۹، والوجیز في أصول الفقہ للدکتور عبدالکریم زیدان:۱۹) علامہ صدر الشریعہ نے اپنی کتاب کی تالیف میں فخر الاسلامؒ کی ''اصول بزدوی''، امام رازی کی ''المحصول'' اور ابن حاجب مالکیؒ کی ''المختصر الکبیر'' سے استفادہ کیا ہے اور اس میں انہوں نے ان تینوں کتابوں کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ اس طرح اس میں متقدمین کی طرف سے اس فن کی ترتیب وتدوین میں اختیار کیے جانے والے دونوں اسلوبوں ''طریقۂ متکلمین'' اور ''طریقۂ فقہاء'' کا امتزاج پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کتاب کو اپنے بلند معیار ومقام کی وجہ سے روز اول سے پذیرائی حاصل رہی ہے، اس عمدہ معیار کی بنا پر اس کو ''درس نظامی'' جیسے اہم تعلیمی نصاب میں داخل کیا گیا، جس کی بنیاد انتہائی ٹھوس اور مضبوط ستونوں پر رکھی گئی تھی۔ تنقیح، توضیح اور تلویح تینوں ثلاث کی عربی زبان میں کئی شروح وحواشی تحریر کیے گئے برصغیر پاک وہند کے علمی حلقوں کی زبان اردو ہونے کی وجہ سے اردو میں بھی اسکی توضیح وتشریح کا کافی کام ہو چکا ہے۔

چنانچہ جامعہ فاروقیہ کراچی کے مایہ ناز استاد حضرت مولانا عبدالغنی صاحب کی زیر نظر شرح بھی اسی سلسلے کی ایک کاوش ہے، یہ شرح مولانا کے درسی افادات کا مجموعہ ہے، مولانا کا درس اپنے سادہ، عام فہم، آسان ودل نشین انداز کی وجہ سے طلبہ میں بہت مقبول رہا ہے، چنانچہ درجہ سادسہ کے بعض طلبہ نے مولانا کے درس کو محفوظ کیا، چونکہ یہ درسی تقریر تھی اس لیے اس پر درس وتقریر کا رنگ غالب تھا، جامعہ فاروقیہ کراچی کے اساتذہ اور شعبہ تصنیف وتالیف میں میرے رفقاء مفتی عصمت اللہ سنز رخیل صاحب اور مفتی عبدالغنی صاحب نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے اس کی تصحیح، ترتیب، تزئین، علامات ترقیم کی رعایت اور تقریر کو تحریر کے انداز میں ڈھالنے کی بڑی حد تک کوشش کی ہے۔

جامعہ فاروقیہ کراچی اپنے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زیدہ مجدہ کے اخلاص وللّٰہیت اور پیہم کوششوں اور کاوشوں کی برکت سے دینی وعلمی حوالے سے نہایت اہم اور وقیع خدمات سرانجام دے رہا ہے، حضرت کی زیر تربیت وزیر نگرانی جو رجال کار تیار ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں، اس دور میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے، حضرت مولانا عبدالغنی صاحب کی یہ کاوش بھی حضرت کے اسی فیض کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ میرے والد ماجد کی عمر دراز فرمائے اور ان کا فیض تا قیامت جاری وساری فرمائے۔ آمین۔ ☆☆......☆☆